

دارستہ اس سے ہیں کہ محبت ہی کیوں نہ ہو
کیجے ہمارے ساتھ، عداوت ہی کیوں نہ ہو
اب جفا سے بھی ہیں محروم ہم اللہ اللہ
اس قدر دشمن ارباب وفا ہو جانا

مولانا طباطبائی فرماتے ہیں :

” معاملاتِ عاشقانہ میں یہ مضمون بھی مصنف کے حصے کا ہے ۔
خوب خوب اسے نظم کیا ہے اور جہاں نظم کیا ہے، نئے انداز
سے باندھا ہے۔“

۳۔ شرح : محبوب سے پوچھتے ہیں کہ آپ فرمائیں، میرا موجود ہونا
آپ پر کیوں گراں گزرتا ہے ؟ اس میں آپ کی کیا رسوائی ہے ؟ اگر مجلس
میں میرے حاضر ہونے سے آپ کو یہ خیال ہو کہ لوگوں کی انگلیاں میری
طرف اٹھیں گی اور اس طرح آپ کی بدنامی ہوگی تو میں مجلس سے درگزر
تنہائی میں بلا لیجیے۔

شعر کی خوبی یہ ہے کہ جس ملاقات کو بدرجہ تنزل قبول کرتے ہیں، وہ
معاملاتِ عاشقانہ میں آرزو کی آخری منزل ہے۔

۴۔ شرح : اگر غیر کو تجھ سے محبت ہے تو ہو، ہم بھی تو اپنے
دشمن نہیں۔

شاعر کا مقصود یہ ہے کہ محبوب سے محبت نہ کرنا اپنے سے دشمنی ہے
لہذا وہ کہتا ہے کہ ہم اپنے دشمن نہیں گویا اگر تو سمجھتا ہے کہ غیر کو تجھ
سے محبت ہے تو ہماری محبت کا بھی یقین ہونا چاہیے، کیونکہ اگر تجھ سے
محبت نہ کی جائے تو وہ اپنے سے دشمنی ہوگی۔

جن اصحاب نے اس شعر کا مطلب یہ سمجھا کہ اگر تجھے غیر کی محبت
کا یقین ہو گیا ہے تو ہم تجھ سے محبت کر کے اپنے ساتھ دشمنی کیوں کریں۔